اللہ تعالیٰ آنکھوں اور دل کی خیانت کو بھی خوب جانتا ہے۔

اپنے روزمرہ تعلقات میں خیانت سے بچیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍نومبر ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی۔

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَـنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ ؕ ﴿۱۹﴾ يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ ﴿۲۰﴾ وَاللّٰهُ يَقۡضِىۡ بِالۡحَـقِّ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَقۡضُوۡنَ بِشَىۡءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ (المومن:۱۹تا۲۱)

پھر فرمایا:۔

کینیڈا سفر اور روانگی سے پہلے خیانت کا مضمون چل رہا تھا کہ کس طرح خیانت نے بھی مختلف بتوں کی صورت میں انسان کے دل میں اپنے اڈے جمائے ہوتے ہیں اور جب تک یہ بت نہ ٹوٹیں ان کی جگہ خدا نہیں آ سکتا۔ اس سلسلے میں ابھی گفتگو جاری تھی کہ وقت ختم ہو گیا اور میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ انشاء اللہ آئندہ خطبے سے اسی مضمون کو شروع کیا جائے گا۔

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں خیانت ہی کے مضمون پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے لیکن اس سے پہلے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قرآن کے ذکر سے پہلے کہ

اے محمدؐ! وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ اس دن سے ان کو ڈرا جو قریب تر آتا چلا جا رہا ہے وہ دن جب خوف سے دل ہنسلیوں تک جا پہنچیں گے۔ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اس دن ظالموں کے کوئی ان کا گہرا جگری دوست کام نہیں آسکے گا۔ وَلَا شَفِيْعٍ نہ کوئی ایسا شفیع ان کو میسر ہوگا کہ خدا تعالیٰ جس کی شفاعت کو مان لے جس کی اطاعت کی جائے يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ اور ان باتوں سے باخبر ہے جن کو دل چھپائے رکھتے ہیں وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور وہ لوگ جن کو خدا کے سوا پکارتے ہیں لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ان کے پاس تو فیصلے کی کوئی بھی طاقت نہیں، کوئی اختیار نہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔ یہاں پہلے تو متنبہ فرمایا گیا کہ تمہاری خیانتیں ایسی نہیں ہوں گی کہ ان کو نظر انداز کر دیا جائے اور تم انہیں چھپا سکو۔ ایک دن ایسا آنا ہے جب ان خیانتوں کا تمہیں حساب دینا ہوگا اور وہ دن اتنا سخت ہے کہ محاورے کے مطابق جیسے خوف سے دل بعض دفعہ اس طرح دھڑکتے ہیں یوں لگتا ہے کہ گردن سے ٹکرا رہے ہوں، ہنسلیوں کی ہڈیوں سے ٹکرا رہے ہیں تو ایسی کیفیت دل کی ہوگی کہ جب خوف اور اضطراب سے دل آپے سے باہر ہو رہے ہوں گے اور وہ دن ایسا ہوگا جب دوستیاں کام نہیں آئیں گی، جب کوئی شفاعتیں کام نہیں آئیں گی۔ اللہ ہی فیصلہ فرمائے گا اور اللہ حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وہ آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے۔ یہ بہت ہی اہم مضمون ہے جس پر اگر ہم نظر رکھیں تو ہماری آنکھیں بہت سی بدیوں سے بچ جائیں اور ہمارے دل بہت سی چیزوں کو چھپانے کے جھنجھٹ سے نجات پا جائیں اور معاشرے کی صفائی اور معاشرے کو جرائم سے پاک رکھنے کے لئے اس آیت کا مضمون ایک بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔ عام طور پر بدی نظر سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن میں دوسرے موقعوں پر فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (طٰہٰ: ۱۳۲) تم اپنی نظر کو یونہی آزاد، آوارہ نہ دوڑایا کرو۔ جس کے پاس اچھی چیز دیکھی جو ہم نے اسے عطا کی ہے اسے لینے کا فیصلہ کر لو، اس کو لینے کی حرص تمہارے اندر پیدا ہو جائے۔ پس للچائی ہوئی آنکھ سے دوسری چیزوں کو دیکھنا، یہ گہری اور سنگین بدیوں کی بنیاد ڈالنے والی بات ہے اور یہ بنیاد دل میں

پڑتی ہے۔ پس انسان جب کسی کی اچھی چیز کو دیکھتا ہے خواہ انسانی چیز ہو، رشتے میں اس کے تعلق والی ہو یا کسی کی ملکیت کو دیکھتا ہے تو آنکھ کی حرص دراصل دل کو یہ پیغام دیتی ہے کہ اس کو اپنانے کا فیصلہ کرلو اور جب یہ فیصلہ ہوجاتا ہے تو پھر ساری سکیمیں اندر اندر تیار ہوتی ہیں اور دل آماجگاہ بن جاتا ہے اس خیانت کی جس کا آغاز آنکھ سے ہوا تھا۔ تو خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ فرمایا کہ آنکھوں کی خیانت، اس کی حفاظت کرو۔ یہ ایسا ہی مضمون ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا کہ سرحدوں پر گھوڑے باندھ لو۔ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ دشمن تمہارے گھر تک پہنچ جائے پھر دفاع کی کارروائی شروع کرو۔ تو آنکھ وہ سرحد ہے جہاں خیانت کا دفاع ہونا چاہئے۔ اگر آنکھ سے خیانت کا دفاع ہوجائے تو دل کا حال صاف ہی رہتا ہے دل پاکیزہ رہتا ہے اور اس کو پھر کسی قسم کا خطرہ درپیش نہیں ہوتا۔ تو کتنی لطافت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ آنکھوں کی حفاظت کرو۔ آنکھوں سے خیانت شروع ہوتی ہے وہ دل میں اترتی ہے، وہاں پناہ لے لیتی ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ میرے دل کا حال تو کسی پر روشن نہیں ہے۔ کیسے کوئی سمجھے گا کہ میں نے کیا سوچا اور کیا نیت باندھی؟ فرمایا اللہ جانتا ہے، وہ خیانت کے آغاز سے لے کر اس کے انجام تک تمام مراحل سے واقف ہے اور پوری طرح ان تمام منازل سے واقف ہے جن سے نیتیں گزر کر بدی کا روپ ڈھالتی ہیں اور پھر دنیا میں مصیبتیں اور دکھ پھیلا دیتی ہیں۔ چنانچہ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ میں یہ تمام بدنیتی کا سفر یہ ایک گندی سکیم پر منتج ہوا ایک بد ارادے پر منتج ہوا جس کے ذریعے چوریاں ہوئیں، ڈاکے ہوئے، قتل ہوئے، لوگوں کی عزتوں پر حملے ہوئے۔ یہ سارا مضمون قرآن کریم کی اس چھوٹی سی آیت میں درجہ بہ درجہ تمام تفصیل سے بیان فرما دیا ہے وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ کہ جس کی نظر ہر چیز پر ہو، باریک سے باریک چیز پر ہو اس کا فیصلہ تو لازماً حق کے ساتھ ہوگا۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ وہ لوگ جن کو یہ خدا کے سوا معبود بناتے ہیں ان کے ہاتھوں میں تو کوئی فیصلے نہیں چنانچہ شرک کا مضمون بھی اس کے ساتھ باندھ دیا۔ دراصل خائن لوگ اپنی خیانت اول تو چھپاتے ہیں جب پکڑی جاتی ہے تو پھر دنیاوی خداؤں کی طرف رخ کرتے ہیں اور ان سے سہارے ڈھونڈتے ہیں اور ان کے فیصلے اپنے حق میں کروانے کے لئے پھر خیانت سے کام لیتے ہیں تو اسی لئے خدا تعالیٰ نے شروع میں فرما دیا کہ وہ دن جس کا ہم ذکر

کرنے والے ہیں وہاں کسی جھوٹے کی شفاعت منظور نہیں ہوگی، کسی جھوٹے کی خاطر شفاعت منظور نہیں ہوگی، کسی کی دوستی کام نہیں آئے گی لیکن دنیا میں جب تم خیانتیں کرتے ہوتو ایک سہارا تمہارا یہ جھوٹے معبود ہیں جو تم نے اپنے دلوں میں نصب کر رکھے ہیں۔خیانت خود جھوٹ،خیانت خود ایک جھوٹا خدا ہے لیکن جب خیانت مصیبت ڈالتی ہے تو پھر مزید جھوٹے خداؤں کی طرف انسان رخ کرتا ہے،ان کی طرف دوڑتا ہے۔تو فرمایا کہ ان کے ہاتھ میں اس دن کوئی فیصلہ نہیں ہوگا اور دنیا میں ان کے فیصلے تمہارے کسی کام آ نہیں سکتے کیونکہ تم خدا کی پکڑ کے نیچے ہو۔

پس اس پہلو سے خیانت کا مضمون بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔اس کی بہت سی شاخیں ہیں۔حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے غدر کے لفظ کے تابع خیانت کو بیان فرمایا ہے کیونکہ لغت والے بتاتے ہیں کہ غدر اور خیانت،دھوکہ اور خیانت ملتے جلتے مضامین ہیں۔

چنانچہ عہد شکنی کو قرآن کریم نے خیانت قرار دیا اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے لفظ غدر کے تابع عہد شکنی کا ذکر فرمایا۔فرمایا **عن ابی هريره رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال قال الله تعالىٰ ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة رجل اعطى بى ثم غدر ورجل باع حرا فاكل ثمنه و رجل استاجر اجيرا فاستوفى منه ولم يعطه اجره** (بخاری کتاب الاجارہ حدیث نمبر: ۲۱۰۹) بخاری کی یہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن میں جھگڑا کروں گا۔ایک وہ شخص جس نے میرے ساتھ عہد کر کے دھوکہ کیا کہ یہ میرے عہد بیعت میں داخل ہوا اور پھر اس کی کوئی پرواہ نہ کی یہ بھی ایک خیانت کی قسم بلکہ سب سے زیادہ سنگین قسم ہے۔دوسرے وہ شخص جس نے آزاد شخص کو غلام بنایا اور بیچ دیا اور اس کی قیمت کھا گیا یہ بھی براہ راست خدا تعالیٰ کی خیانت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو آزادی بخشی ہے انسان کو اس کا آزادی کا حق چھیننے کا کسی دوسرے کو حق نہیں۔پس غلامی کے مضمون پر یہ حدیث حرف آخر ہے۔اس میں غلامی کے متعلق تمام ضروری ہدایات عطا فرما دی گئیں جنہیں آج بدقسمتی سے عالم اسلام نظر انداز کر رہا ہے وہ مقدس سرزمین جہاں یہ ہدایت جاری فرمائی گئی۔یعنی مکہ اور مدینہ یعنی ارض حجاز جہاں یہ دونوں آباد مقدس بستیاں واقع ہیں وہاں آج تک بھی لونڈیوں کا رواج ہے اور غلام پالے جا رہے ہیں اور مشرق وسطیٰ میں غلاموں کی

تجارت ہو رہی ہے غریب ملکوں سے عورتیں بھی خریدی جاتی ہیں، معصوم بچے بھی خریدے جاتے ہیں اور ہر طرح کے مظالم اس فرضی حق پر کئے جا رہے ہیں کہ ہم نے پیسے دیئے اور اس کو خرید لیا۔ اللہ تعالیٰ کا رسول فرماتا ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ انسان کی آزادی خدا کی عطا ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ اسے غلام بنا کر دوسروں کے پاس بیچے یہ سودا فاسد ہے جس نے اس کے پیسے کھائے اس نے بھی خیانت کی اور جس نے وہ خرید کر اپنی طرف سے غلام سمجھا اس نے بھی خیانت کی کیونکہ چوری کا مال آگے چاہے ہزار دفعہ بکے وہ چوری کا مال ہی رہے گا اور جس کے ہاں سے دستیاب ہوگا وہ بھی چور سمجھا جاتا ہے۔

پس اس پہلو سے بہت ہی اہم مضمون ہے کہ تمام دنیا میں کسی انسان کو کسی دوسرے انسان کو غلام بنانے کا حق نہیں ہے یہ خدا کی طرف سے آزادی امانت ہے اور اس امانت میں خیانت کرنے کا کسی کو اختیار نہیں پھر فرمایا تیسری قسم کی بددیانتی یہ کرے کہ کسی مزدور کو اُجرت پر رکھے اور پھر اس کا پورا حق ادا نہ کرے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جتنی اُجرت طے ہو وہ نہ دے۔ فرمایا **استاجر اجیرا فاستوفی منه ولم یعطه اجره** اس سے تو پورا پورا فائدہ اٹھا لیا اور اس کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کیا۔ اس دھوکے میں لوگ مبتلا نہ رہیں کہ جتنی اُجرت طے کر لی جائے اگر وہ دے دی جائے تو حق ادا ہو جاتا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ جب فاقے پڑتے ہیں، غریب ملکوں میں مصیبتیں حائل ہوتی ہیں تو وہاں حق اجرت کم ہو جایا کرتی ہے اور اس کو Exploitation کہا جاتا ہے، یعنی استحصال ہو رہا ہے کسی کا تو اگر آپ کسی مزدور کو اتنے پیسے دیں کہ جتنا اس نے آپ کا کام کیا ہے اس کا مناسب بدلہ نہ ہو تو قطع نظر اس کے کہ اگر آپ نے اس کو اپنے معاہدے کے مطابق پیسے دیئے ہیں یا نہیں آپ نے اس کا حق رکھ لیا ہے۔

پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ولم یعطه اجره** ان معنوں میں کہ لیا تو اس سے پورا کام لیکن جو اس کو دیا اس کا حق نہیں بنتا تھا اور یہ فیصلہ انسانی فطرت کرتی ہے اور کر سکتی ہے ہر شریف النفس انسان جب کسی سے کام لیتا ہے تو اس کی فطرت کے اندر خدا تعالیٰ نے ایک پیمانہ رکھ دیا ہے جو ان باتوں کو جانچ لیتا ہے کہ جس قسم کی نیت کوئی شخص کر رہا ہے میں اس کا حق ادا کر بھی رہا ہوں کہ نہیں۔ پاکستان میں مجھے یاد ہے سخت گرمیوں میں جب مزدور عمارتیں بناتے دیکھے جاتے تھے تو انتہائی تکلیف میں وقت گزار کر کڑکتی دھوپ میں وہ کام کیا کرتے تھے اگر رات، شام کو ان کو ڈھائی روپے دے دیئے جائیں جو اس زمانے میں مزدوری ہوتی تھی اور انسان سمجھے کہ حق ادا ہو گیا بالکل

جھوٹ ہے ،ایک نفس کا دھوکہ ہے ان کیلئے اس بنیادی عہد سے بڑھ کر خدمت کرنا ضروری ہے۔ایسے موقعوں پر ان کے لئے شربت کا انتظام کرنا ،کھانا پیش کرنا اور سہولتیں مہیا کرنا اور اجرت سے بڑھ کر جو طے شدہ اجرت ہے اس سے بڑھ کر ادا کرنا یہ ہے جو امانت کا حق ادا کرنے والی بات ہے۔اس سے ورے ورے جتنی چیزیں ہیں اس میں کچھ نہ کچھ خیانت شامل ہو جاتی ہے اور خصوصاً اس معاملے میں احتیاط اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایسے شخص کے ساتھ میں چلوں گا۔میں اس غریب کا وکیل بنوں گا جس سے محنت کروائی گئی ،جس سے پورا کام لیا گیا اور اس کا حق ادا نہیں کیا گیا۔تو جماعت احمدیہ کو اس حدیث کو ہمیشہ حرز جان بنا کر رکھنا چاہئے۔اس میں بہت گہرائی اور تفصیل کے ساتھ کئی بنیادی باتوں کا ذکر ہے اور دراصل اسی آیت کریمہ کی ایک تفسیر ہے يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۝۲۰ (المومن:۲۰) کہ لوگ کئی قسم کی خیانتیں کرتے ہیں ان کی آنکھیں چیزیں دیکھتی ہیں اور خیانت کر جاتی ہیں ۔اب اس مضمون کا یعنی مزدوری کے مضمون کا بھی آنکھوں سے ایک تعلق ہے۔اب مالک دیکھ رہا ہے کہ کس قسم کا کام کر رہے ہیں، وہ جانتا ہے کہ اسے اگر اس سے دس گنا بھی زیادہ پیسے دیئے جائیں تو اس کام پر آمادہ نہیں ہوگا اور اس کی آنکھ ضرور دل کو ایک پیغام پہنچاتی ہے لیکن اگر وہ دل پیغام قبول نہ کرے تب بھی خیانت لیکن خائن کی آنکھ جھوٹی ہو چکی ہوتی ہے یہ مضمون ہے۔ عام صحیح فطرت والے کی آنکھ جو پیغام پہنچاتی ہے یہ اس پیغام کو قبول ہی نہیں کرتی اور رخنے ڈھونڈتی پھرتی ہے یہ خیانت کی آنکھ ہے۔

چنانچہ میں نے دیکھا ہے واقعۃً ایسی صورت میں کہ سخت گرمی میں بڑی مصیبت میں خون پسینہ ایک کر کے مزدور محنت کرتا ہے ایک اینٹ ٹیڑھی کہیں رکھی جائے یا کوئی چیز گر کے ٹوٹ جائے، اس پر مالک یا دوسرے جو اس کو نوکر رکھتے ہیں ایسے ظالمانہ طور پر برستے ہیں کہ جیسے وہ خدا ہوں اور پوری طرح ہر چیز پر قدرت رکھتے ہوں لیکن خدا کی صفات حسنہ سے عاری ہوں۔جھوٹے خدا کی یہی تعریف ہے۔اپنے آپ کو مقتدر تو سمجھتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ میرا قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے مگر خدا کی تمام صفات حسنہ سے عاری۔اس طرح سے سلوک کر رہے ہوتے ہیں ۔اسی کا دوسرا نام فرعونیت ہے۔تو دیکھیں آنکھ نے ایک اور خیانت کی۔اچھی چیز کو نہیں دیکھا اور بری چیز پر نظر ڈالی اور وہیں نظر کو

محدود کرلیا۔ پس آنکھ کی خیانت کا بہت وسیع انسانی برائیوں سے تعلق ہے اس مضمون پر آپ جتنا غور کریں گے اتنا ہی زیادہ آپ کو امانت کا عرفان ہوگا اور خیانت کے مضمون سے آپ خبردار ہوتے چلے جائیں گے۔

آگے اسی مضمون کی بہت سی مثالیں ہیں جو مثلاً قرآن کریم میں خود بیان فرمائیں ہیں۔ میں ان مثالوں کا ذکر کرتا ہوں ایک بڑی اہم مثال ہے ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ خدا تعالیٰ مثال کے طور پر یعنی ایک عبرت ناک مثال کے طور پر کافروں کے سامنے، وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کے سامنے، دوعورتوں کو پیش کرتا ہے ایک نوح کی بیوی اور ایک لوط کی بیوی یہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ ایک دوسرے موقع پر مومنوں کے لئے بھی دوعورتوں کی مثال پیش فرمائی۔ ایک حضرت مریمؑ کی اور ایک آسیہ فرعون کے گھر کی عورت کا ذکر فرمایا اور یہاں کافروں کے لئے دوعورتوں کی مثال پیش فرمائی اور وہ دوعورتیں ہیں حضرت نوحؑ کی بیوی اور حضرت لوطؑ کی بیوی فرمایا کَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ وہ دونوں ہمارے ایسے بندوں کے گھروں میں تھیں ان کے وقت میں آئیں تھیں جو صالح تھے، پاکباز تھے اور نیک تھے اور امانتوں کا حق ادا کرنے والے تھے۔ فَخَانَتٰہُمَا انہوں نے ان کا حق ادا نہیں کیا اور ان کے حقوق میں خیانت کی فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡہُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیۡـًٔا کہ اللہ کے مقابل پر کوئی چیز ان کے کام نہ آسکی۔ وَّ قِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ (التحریم:۱۱) اور قیامت کے دن ان کے متعلق یہ فیصلہ ہوگا کہ انہیں کہا جائے گا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں ہی جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اب دیکھ لیجئے اس آیت کا مضمون کتنا گہرا تعلق اس آیت کریمہ سے ہے جس سے میں نے خطبے کا آغاز کیا۔ وہاں بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خائن کو قیامت کے دن کوئی پناہ نہیں ہوگی، کوئی دوستی کام نہیں آئے گی، کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ زیادہ سے زیادہ انسان یہ سوچ سکتا تھا کہ انبیاء سے خدا کا اتنا گہرا تعلق ہوتا ہے وہ تو جھوٹے شفیع نہیں ہیں خیانت کرنے والوں کے حق میں ان کی شفاعت مان لی جائے گی لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ وہ ایسے امین ہوتے ہیں خدا کے نبی کہ خائن کی شفاعت کرتے ہی نہیں۔ اس لئے عملاً بات وہی رہتی ہے کہ ان کو کوئی شفیع نصیب نہیں ہوسکتا جس کی بات خدا مانے۔ پس اگر انبیاء کی بیویوں کے متعلق خدا تعالیٰ

کی یہ تقدیر جاری ہو جائے اور یہ فیصلہ سنا دیا جائے کہ وہ بھی اگر خیانت کریں گی تو اس خیانت کی جزا ان کو ضرور ملے گی اور قیامت کے دن نبی کے ساتھ رشتہ ان کے کام نہیں آئے گا تو تمام دنیا کی عورتوں کیلئے اور تمام دنیا کے مردوں کے لئے اس میں بڑا پیغام ہے۔ مسلمانوں کو اور مومنوں کو مخاطب یہاں نہیں فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور احسان ہے اور ایک طرز بیان ہے کہ مومنوں سے تو میں ایسی توقع نہیں رکھتا اس لئے کافروں کے لئے یہ میں مثال دیتا ہوں گویا کہ ایمان اور اس قسم کی خیانتیں ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے لفظوں میں ایسا شخص جو اس قسم کی خیانت میں مبتلا ہو، اس حالت میں مومن نہیں رہتا اور کافروں پر ہی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اب دیکھیں قرآن کریم کی آیات کا احادیث سے کتنا گہرا تعلق ہے۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ گناہ کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا (ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر: ۲۱۰۵) اس کی سند اسی آیت کریمہ میں ہے۔ یہ خیانت ایسی خیانت ہے جس کے متعلق فرمایا گیا کہ یہ مومنوں پر صادق ہی نہیں آتی۔ یہ کافروں پر مثال صادق آئے گی۔ مومنوں کیلئے جو مثال چنی اس کے بالکل برعکس ایک ایسی عورت کی چنی جو پاکبازی میں ایک تمثیل بن گئی۔ یعنی حضرت مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت مریمؑ کو پاکبازی کا ایک سب سے اعلیٰ وارفع نمونہ عورتوں میں بنا کر پیش فرمایا اور مومنوں کو کہا کہ تمہارے لئے یہ ایک تمثیل ہے، یہ نمونہ ہے اس کو اختیار کرو۔ اس مضمون میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں آسیہ کو کیوں چنا گیا اس کی کیا وجوہات ہیں۔ یہ صاحب عرفان کے لئے غور کی بہت سی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس میں عظیم الشان پیغامات ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک پاکستان کا ملاں سوال و جواب کی مجلس میں آیا اس نے بڑے طنز کے ساتھ یہ سوال اٹھایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ایک وقت ایسا آیا کہ میری مریمی حالت ہوگئی اور اس مریمی حالت میں بہت تکلیف میں سے میں گزرا اور پھر میرے روحانی بچہ ہوا اور وہ مسیح ہے جو میں ہوں۔ تو بہت اس نے نمک مرچ لگایا اور بڑے نخروں کے ساتھ یہ اعتراض اٹھایا۔ بڑی بھاری مجلس تھی سینکڑوں آدمی اس میں شامل تھے اور اس نے مجلس کے مزاج کو بگاڑنے کے لئے بہت ہی طنز کے ساتھ کام لیا۔ تو اس نے کہا کیا گزری ان کے اوپر، مرزا صاحب کے کس طرح بچہ ہوا اور کس طرح حمل ٹھہرا، کس کا حمل تھا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اس سے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے بات ختم کر لی اب مجھ سے میری بات سن لیجئے۔ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ مومنوں کیلئے

دوعورتوں کی مثالیں ہیں۔ایک مریم کی اور ایک اِمۡرَاَتَ نُوۡحٍ کی۔تو آپ نے اپنے لئے اعلیٰ مثال تو نہیں چنی اس پر تو آپ نے مذاق شروع کر دئے ہیں۔مریم کی مثال تو آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کے لئے رہنے دی ہے تو اگر آپ مومن ہیں تو آپ کیلئے مفر نہیں ہیں اس بات سے کہ اعلیٰ مثال نہیں چنتے تو کم سے کم ادنیٰ مثال ہی اپنے اوپر صادق کر کے دکھائیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مریمی حالت میں سے گزر کر اس روحانی پاکبازی کا نمونہ دکھا دیا جس میں شیطان کے مس کے بغیر روحانی اولاد نصیب ہوتی ہے اور کوئی ذاتی تمنا،کوئی ذاتی خواہش،کوئی گندا جذبہ جو شیطان سے نکلتا ہے اس روحانی ولادت میں اپنے کارفرما نہیں ہوتا۔ورنہ ہزار ہا لوگ ایسے ہیں جن کو تمنا ہوتی ہے کہ روحانی ترقی کریں نفس ان کو دھوکے دیتا کئی قسم کے توہمات الہامات بن جاتے،کئی قسم کے پیغامات کا غلط مطلب نکالتے اور اپنے مراتب بڑھاتے رہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی مثال مریم کی ہے۔مریم نے کسی ناپاکی کے خیال کو دل میں نہیں آنے دیا اور اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے اس کو ایک روحانی بچہ عطا فرمایا۔

تو مومن کی ہر ترقی دل کی پاکیزگی سے وابستہ ہوتی ہے۔اس میں غیر اللہ کا اور شیطان کا کوئی دخل نہیں ہوتا میں نے کہا ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو وہ کامل مومن ثابت کر دکھایا جس کی اعلیٰ مثال مریم کی سی ہے۔آپ اس کو قبول نہیں کرتے۔اب میں آپ کے الفاظ میں پوچھتا ہوں کہ اگر آپ فرعون کی بیوی بنتے ہیں تو فرعون نے آپ سے کیا کیا؟اور کیسی کیسی گزری آپ پر واردات جس طرح آپ نخروں سے مسیح موعودؑ پر اعتراض کرتے اور مجھ سے پوچھ رہے تھے اب اسی مجلس میں آپ اپنی داستانیں سنائیے۔اچانک مجلس کا مزاج الٹ گیا اس کے اوپر۔وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہنسنے کی تیاری کر رہے تھے وہ مولوی صاحب کی طرف دیکھتے تھے اور ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ بھاگ جاؤ اب یہاں سے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو گہرائی کی نظر سے دیکھا جائے تو اس میں بہت گہرے مطالب ہیں اور تمام احادیث نبویہ اور تمام پاکبازوں کے فرمودات قران کریم میں جڑ رکھتے ہیں اس لئے بد بخت اور بدنصیب ہے جو پاک لوگوں کے کلام پر ہنسی اور ٹھٹھے میں جلدی کرتا ہے۔بعض دفعہ وہ کلام سمجھ نہیں آتا اور عجیب محسوس ہوتا ہے لیکن اگر انسان کو یہ بنیادی حقیقت معلوم ہو کہ خدا کے بندوں کی باتیں خدا کے کلام میں اپنی جڑیں رکھتی ہے وہیں سے پھوٹتی ہے تو انسان تلاش کرے تو اس جڑ

تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ان معنوں میں جب آپ دیکھیں تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام فرمودات قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت میں پیوست ہیں اور کسی ایک خاص دعا کے متعلق آپ کا یہ فرمانا کہ گناہ کرتے وقت وہ انسان مومن نہیں رہتا یا اس قسم کی دوسری خیانتوں کے متعلق یہ فرمانا قرآن کریم میں مثلاً یہ آیت ہے اس سے استنباط ہوتا ہے اور بھی آیت میں استنباط ہوتا ہوگا۔ پس بنیادی بات یہ ہے کہ خیانت کرنے والا حقیقت میں مومن نہیں رہتا جب وہ خیانت کرتا ہے وہ ایمان کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے۔

یہ جو اس دنیا میں آج کل معاشرہ ہے یہ ایسا خطرناک ہوتا چلا جا رہا ہے کہ اس آیت کے مضمون کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے اور دوسروں میں اس کی تشریح کی ضرورت ہے۔ اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال رکھی اور اس کا بھی خیانت کی اصطلاح میں ذکر فرمایا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب بالآخر قید سے رہائی نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس جیل خانے سے باہر نہیں آؤں گا جب تک اس عورت سے پہلے پوچھا نہ جائے جس نے مجھ پر الزام رکھا تھا۔ میں کیسا تھا؟ جب اس تک یہ پیغام پہنچایا گیا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا کہ وہ پاک بندہ تھا خدا کا۔ اس پر حضرت یوسف نے فرمایا ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ (یوسف:۵۳) یہ میں نے اس لئے کیا تھا کہ مہینوں تک قید کو لمبا کر لیا مگر باہر آنا پسند نہیں کیا اس وجہ سے تاکہ میرا مالک سابق مالک خوب جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں اس سے کوئی خیانت نہیں کی۔ کتنا عظیم الشان مضمون ہے اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عارضی مالک کی خیانت کا ذکر فرمایا جو مزدور سے خیانت کرتا ہے یہاں دراصل اس کا الٹ مضمون ہے ایک مزدور پر الزام لگایا گیا کہ اس نے خیانت کی لیکن مزدور ہونے کے باوجود بے حس، بے طاقت اور مجبور ہونے کے باوجود جبکہ خیانت کرنے کے زیادہ نفسیاتی محرکات موجود ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس حالت میں خیانت نہیں کی۔ فرمایا ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ دو باتیں ثابت کرنے کے لئے میں نے یہ موقف اختیار کیا تھا۔ اول یہ کہ میں خائنوں میں سے نہیں ہوں اور جس نے مجھے خریدا تھا اس زمانہ میں جو دستور تھا اس کے مطابق آپ واقعۃً ایک اجیر کی حیثیت سے ایک ظاہری غلامی کی زندگی میں جکڑے ہوئے ایک مالک کے گھر کام کر رہے تھے۔ فرمایا اس کو علم ہو جائے کہ میں نے کبھی خیانت

نہیں کی وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ اور تا کہ یہ بھی پتا چل جائے کہ وہ لوگ جو کسی سے خیانت کیا کرتے ہیں ان کی تدبیروں کو خدا تعالیٰ کامیاب نہیں ہونے دیتا اور الٹ نتائج نکالتا ہے۔ پس قید خانے سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بادشاہت تک جا پہنچے اور اس وقت کے بادشاہ عزیز مصر کے تابع اس کے اقتدار میں شامل ہو گئے۔ بہت بڑا مرتبہ آپ کو عطا ہوا۔ سارے خزائن آپ کے سپرد کر دیئے گئے اور امور دفاع کی بھی بڑی طاقت ہوتی ہے مگر آخری تان جو ٹوٹتی ہے وہ اقتصادیات میں ہی ٹوٹا کرتی ہے جس کے ہاتھ میں ملک کی اقتصادیات ہو دراصل وہی بادشاہ ہے۔ پس حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عملاً قید خانے سے مصر کی بادشاہی نصیب ہو گئی اور یہ معنی ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی تدبیروں کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ الٹ نتیجہ نکالتا ہے خیانت اس نے کی تھی جس نے مجھ پر الزام لگایا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا دیکھو آج میں کس حال، کس شان تک پہنچ گیا ہوں۔

پس خیانت سے بچنا بہت ہی ضروری ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بعض حفاظتوں کے وعدے فرماتا ہے۔ **اگر خیانت سے بچنے والا خدا کی خاطر خیانت سے بچے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور تعریف کے اس کے ساتھ وعدے ہیں** مثلاً حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے متعلق فرمایا وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَکَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْکَنَ مِنْھُمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (الانفال: ۸۲) کہ دیکھو اگر تجھ سے یہ جھوٹی باتیں کرتے ہیں، جھوٹے وعدے کرتے ہیں، جھوٹی تسلیاں دیتے ہیں کہ ہماری طرف سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے اور دل میں بدارادے رکھتے ہیں تو ایسی صورت میں ہم تجھے مطلع کرتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ خدا سے بھی تو بددیانتی کی ہے، خدا سے بھی یہ خیانت کا معاملہ کرتے ہیں اور خدا اپنی خیانت، اپنے سے خیانت اور تیرے سے خیانت میں فرق نہیں کرے گا۔ تو خدا کا بندہ ہے خدا کی خاطر تو نے اپنا ایک اخلاقی ضابطہ قبول فرمایا ہے، اپنے لئے ایک اخلاقی ضابطہ مقرر کیا ہے۔ ان حدود میں رہتے ہوئے ہم تجھے کسی خائن کی چالاکی کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ فرمایا فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ اللہ سے بھی تو خیانت کرتے تھے۔ کب خدا نے ان کی خیانت چلنے دی ہے فَاَمْکَنَ مِنْھُمْ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان کو عاجز کر دیا ہے اور تجھ سے یہی وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ تیرے سامنے ان کو عاجز کر دے گا اور ان کی کوئی پیش نہیں جائے گی تیرے خلاف

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ تجھے ان کی خیانتوں کا علم ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ بہت ہی علم رکھنے والا اور بہت ہی حکمتوں والا ہے۔ یہ وعدہ صرف حضور اکرم ﷺ کیلئے نہیں بلکہ تمام مومنوں سے یہ وعدہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوۡرٍ (الحج:۳۹) کہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان سب مومن بندوں کی حفاظت فرمائے گا اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے گا جو امانت کا حق ادا کرتے ہیں۔ یہ مضمون امانت کا حق ادا کرتے ہیں اس آیت کے آخری حصے میں مضمر ہے یہاں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوۡرٍ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں اور ناشکروں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا اگر مومنوں سے تعلق رکھتا ہے اس آخری بات کا برعکس مومنوں میں پایا جانا ضروری ہے۔ اس طرح خدا نے ان دونوں باتوں کو جوڑ دیا شروع میں فرمایا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مومنوں کا ہر قسم کا دفاع کروں گا ان کو کوئی خطرہ نہیں اور آخر پر فرمایا کہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ خیانت کرنے والوں اور ناشکروں سے تعلق نہیں رکھا کرتا تو ان مومنوں کی وہ بنیادی صفات بیان فرما دیں جن کی وجہ سے خدا ان سے اتنا تعلق رکھتا ہے کسی کے دفاع کی حفاظت لینا اس کی محبت کی دلیل ہے تو لَا يُحِبُّ کے تابع مومن نہیں آتے کیونکہ نہ وہ خائن ہیں اور نہ وہ ناشکرے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو خیانت کرتے ہیں مومنوں کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ادنیٰ خیانتیں کرتے ہیں۔ یہ بھی ان کو سوچنا چاہئے کبائر خیانتیں کریں گے تو مومن وہ نہیں رہیں گے لیکن اگر چھوٹی چھوٹی خیانتیں ہوتی رہیں جیسا کہ مومنوں سے بھی ہو جاتی ہیں تو ان کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ چھوٹی خیانتیں اور چھوٹی ناشکریاں ان کو خدا تعالیٰ کے اس وعدے کے فیض سے محروم کر دیں گی۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم مومنوں کے دفاع کا وعدہ کرتے ہیں اور وہ مومن یعنی وہ مومنین جو نہ خائن ہیں نہ ناشکرے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خائنوں اور ناشکروں سے محبت نہیں کرتا۔

اس ضمن میں مَیں ایک خصوصی پیغام اہل پاکستان کو دینا چاہتا ہوں کیونکہ وہ بدیاں جو مغرب سے پیدا ہوتی ہیں آج کل بڑی تیزی سے مشرقی ممالک میں جا کر گھر بنا لیتی ہیں ان میں ایک بدی جنسی بے راہ روی ہے اور فحاشی اس کثرت سے مغرب سے مشرق میں جا کے جاگزین ہوئی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہی ان کا وطن تھا اور پاکستان جس کو اسلامی مملکت کے نام پر بڑے بلند بانگ دعوے کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے وہاں اس کثرت سے یہ رجحان پیدا ہو رہے ہیں کہ جو

اطلاعیں ملتی ہیں اس سے عقل بھنا جاتی ہے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں کسی ملاں یا حکومت کو یہ فکر نہیں کہ اپنے معاشرے کو اس قسم کی فحاشی سے بچائیں۔ جو اطلاعات مجھے ملتی ہیں مختلف شہروں سے ان سے پتا چلتا ہے۔ مثلاً کہ گندی فلموں کا کاروبار، بے حیائی کی تصویروں کا کاروبار وہاں اتنا زیادہ ہے کہ یورپ کے بے حیا شہروں میں اتنا نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بے حیا شہروں میں جہاں تک حکومت کا تعلق ہے بڑی نیک نیتی کے ساتھ ان باتوں کی نگرانی کرتی ہے اور پولیس بڑی دیانتداری کے ساتھ ان لوگوں کے پیچھے پڑی رہتی ہے اس لئے کاروبار تو یہاں بھی چلتا ہے لیکن اس کاروبار کو کوئی تحفظات حاصل نہیں ہیں لیکن پاکستان جیسے وسیع ملک میں جہاں پولیس بددیانت ہو جہاں کے وزراء یہ اعلان کریں خود بر سر عام کہ ہماری پولیس کلیۃً بددیانت اور بے اعتماد ہو چکی ہے جہاں حکومت کو حقیقت کی اس بات میں کوئی پرواہ نہ رہے کہ عوام کے کیسے اخلاق ہیں اور کیا کیا چیزیں ان اخلاق کو تباہ کر رہی ہیں، جہاں ملاں کو کوئی شعور ہی نہ ہو کہ اس اعلیٰ اسلامی قدریں ہیں کیا؟ اور ان پر اس ملک پر کیا بن رہی ہیں۔ وہاں یہ چیزیں کھل بندوں عام فروخت ہوتی اور اس کثرت سے نشوونما پاتی ہیں کہ جیسے کوئی بیماری کسی جسم کے اوپر مکمل قبضہ کر لے اور دفاع کی ساری صلاحیتیں خوابدیدہ ہو جائیں، سو جائیں ان میں، احساس ہی باقی نہ رہے کہ ہم پر کیا ہو رہا ہے۔

اس سلسلے میں مَیں خاص طور پر احمدی نوجوانوں کو اور نظام جماعت کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس بات کی نگرانی رکھیں۔ جب ایک بدی عام پھیل جاتی ہے تو اس کے اثرات ضرور ہر جگہ پہنچتے ہیں یہ ہو نہیں سکتا کہ احمدی معاشرہ ان چیزوں سے کلیۃً پاک رہے کیونکہ سمندر میں جب ایک کپڑے کو پھینکا جاتا ہے تو بالآخر اس میں پانی سرایت کرتا ہے بعض چیزوں میں کم کرتا ہے اور آہستہ کرتا ہے بعض چیزوں میں زیادہ تیزی سے کرتا ہے اور مکمل سرایت کر جاتا ہے لیکن جماعت کے معاشرے کو بیدار مغزی ہونے کے ساتھ اور مسلسل محنت اور توجہ کے ساتھ اپنی حفاظت کرنی ہوگی ورنہ یہ چیزیں ان میں راہ پا جائیں گی اور ہو سکتا ہے کسی حد تک پا گئی ہوں اور ایسی صورت میں پھر اس کے بہت ہی خطرناک نتائج نکلیں گے وہ جو دو مثالیں میں نے بیان کیں ہیں وہ امْرَاَتَ نُوْحٍ اور وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ یہ مثالیں پھر معاشرے پر صادق آنے لگتی ہیں اور پھر ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ میں نے اس صورت حال کا جہاں تک تجزیہ کیا ہے اس کی کچھ تفصیل آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تا کہ جن لوگوں کو میں

نصیحت کرتا ہوں وہ یہ مضمون سمجھیں کہ کیوں ان کے لئے مضر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بے حیائی وقتی طور پر انسان کے اندر ایک تحریک پیدا کرتی ہے۔ جذبات میں توجہ پیدا کرتی ہے۔ بے حیائی کے نظارے جب یہ تموج پیدا کرتے ہیں تو انسان سمجھتا ہے کہ اس کے نتیجے میں ہمیں بہت لطف آیا اور بہت زیادہ بہتر رنگ میں ہم اپنے تعلقات سے لطف حاصل کر سکیں گے لیکن اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہر گناہ فطرت کے خلاف ہے اور اس کا ہمیشہ الٹ نتیجہ نکلا کرتا ہے۔ مجھے یاد ہے جب میں گورنمنٹ کالج میں پڑھا کرتا تھا ابتدائی سالوں میں فرسٹ ائیر، سیکنڈ ائیر کا طالب علم تھا۔ ایک سینئر طالب علم کے ساتھ میری گفتگو ہوئی اور وہ بڑی شدت کے ساتھ مغربیت کا قائل اور پردے کے خلاف تھا، وہ نفسیات کا طالب علم تھا اس کو میں نے سمجھایا میں نے کہا تم نفسیات کا ایک چھوٹا سا نکتہ کیوں نہیں سمجھتے۔ خدا تعالیٰ انسان کے لطف کی راہ میں حائل نہیں ہے بلکہ الٰہی احکامات اس کے لطف کی حفاظت کر رہے ہیں اور اسے لمبی زندگی عطا کرتے ہیں۔ جہاں پردہ رائج ہو وہاں یہ تو نہیں کہ انسان کو کسی قسم کا زبانی لطف ہی نہیں ملتا۔ ایک جھلک تم شاعری میں دیکھ لو۔ محبوب کی ایک جھلک اس کو ایسی کیفیات عطا کر جاتی ہے دیکھنے والوں کو جو بے حیاء سوسائٹی میں ہر روز ہر وقت دیکھنے سے نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان بڑی جلدی اس چیز کا عادی ہو جاتا ہے اور جب بے پردگی کا عادی ہو جائے تو اس کا اگلا مطالبہ وہی ہوگا کہ اور زیادہ بے پردگی ہو اور وہ لازماً بے حیائی تک پہنچے گا۔ کچھ دیر کے بعد وہ چیز بھی نہیں رہے گی۔ اس سے وہ لطف دینا بند کر دے گی۔ پھر انسان بالآخر جانوروں تک پہنچے گا اور جانوروں میں جو قدرتی طور پر ایک بے حیائی تو ہوتی ہے جس کا تعلق حیاء والوں سے ان لوگوں سے جن میں حیاء کا مادہ ہو وہ یہ فیصلہ کر سکیں مگر جانوروں کے تعلق میں جب ہم بے حیائی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ گناہ گار ہیں ان کے ہاں یہی صورت حال ہے۔ پس جانوروں میں جو تعلقات میں ایک بے جھجک اور بے تکلف رسوم پائی جاتی ہیں وہ انسانوں میں آتی ہیں تو بے حیائی بن جاتی ہیں۔ بالآخر انسان وہاں تک ضرور پہنچ جاتا ہے اور اس سے آگے کچھ ہو ہی نہیں سکتا پھر کسی کی Madness ہوگی۔ بڑی تفصیل سے ان سے میں نے اس بات پہ گفتگو کی، بعد میں مجھے بہت مدت کے بعد یورپ میں آنے کا موقع ملا تو ان دنوں میں مَیں نے دیکھا بریلوی ازم، ہندو ازم کی تحریکات چل رہی تھیں اور بعض عورتیں پوری طرح ننگی ہو کر، پوری طرح برہنہ ہو کر بازاروں میں نکل آتی تھیں۔ یہ بتانے کیلئے کہ ہم ابھی مطمئن

نہیں ہیں، کچھ ہونا چاہئے اور، اور پھر معلوم ہوا کہ یہاں تعلقات کے ساتھ ساتھ ظلم کو بھی شامل کر لیا گیا ہے اور Sadism جو بھی کہلاتا ہے۔ Sadistic پیدا ہو گئے ہیں جو مزہ نہیں اٹھا سکتے جب تک ساتھ ظلم نہ کریں، ماریں کوٹیں نا، بعض زنجیریں برسا کر عورتوں پر اس سے Excitement حاصل کرتے ہیں۔ تو وہی جنون ہیں جن کی خبر قرآن کریم میں دی تھی کہ تم سراب کے پیچھے دوڑ رہے ہو جو چیزیں ہم نے تمہاری پیاس بجھانے کے مقدر کر رکھی ہیں وہیں تک رہو اس سے آگے محض دھوکہ ہے کہ تمہاری پیاس بجھے گی۔ وہ لذتیں جن کی تم پیروی کرنا چاہتے ہو یہ سراب کی طرح تم سے آگے آگے بھاگیں گی اور پھر ایک ایسا مقام آئے گا کہ آگ تو بھڑک چکی ہوگی لیکن پیاس نہیں بجھے گی۔

پس وہ لوگ جو اس قسم کی گندی فلموں اور تصویروں کے ذریعے اپنے نفس کو تحریک دینا چاہتے ہیں ان کے نفس پاکباز لوگوں کے مقابل پر بہت جلدی مر جاتے ہیں۔ اس بات کا ایک قطعی ثبوت یہ ہے کہ آج امریکہ میں سب سے زیادہ نااہل مرد ہیں۔ ان کی نسبت جتنی امریکہ میں پائی جاتی ہے، شاید ہی کسی اور ملک میں پائی جاتی ہو کیونکہ بے حیائی نے بالآخر ان کو بے حس کر دیا ہے کوئی چیز تموج نہیں پیدا کر سکتی۔ یہاں تک کہ روزمرہ کے تعلقات میں وہ لذت ہی باقی نہیں رہتی۔ گھر اجڑ جاتے ہیں لیکن انسان جو پاکباز ہو اپنی بیوی سے پیار کی بات کرتا ہے ان لوگوں کے پاس اگر کوئی پیمانہ ہو تو جان سکیں کہ ان کی حد سے زیادہ بے حیائی میں جو مزہ ہے اس سے زیادہ مزہ اس پیار اور محبت میں ہے جو خدا تعالیٰ کے فرمان کے تابع انسان بے تکلف اور اجازت کے تابع کرتا ہے پس یہ دھوکہ ہے جس کی پیروی کی جارہی ہے اور اس کے نتیجے میں پھر وفا اٹھ جاتی ہے۔ جو شخص ایسی فلمیں دیکھتا ہے ضروری تو نہیں کہ وہ لازماً اکیلا ہی دیکھے بلکہ مجھے جو اطلاعیں ملتی ہیں مجھے اس سے پتا چلتا ہے کہ خاندان ایسے ہیں جہاں خاوند گھروں میں لے کے آتے ہیں اپنی بیویوں کو دکھاتے ہیں بعض اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اور ان کی بیویوں کو ساتھ مل کے یہ تصویریں دیکھتے ہیں اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا نتیجہ لازماً یہ ہوگا کہ تم بھی بے حیا اور بے وفا بنتے چلے جاؤ گے اور تمہاری بیویاں بھی بے حیا اور بے وفا بنتی چلی جائیں گی۔ اس سارے معاشرے سے وفا کی قدریں اٹھ جائیں گی اور وہ لذتیں جو خدا نے عام تعلقات میں رکھی ہیں وہ وہاں نہیں ملیں گی۔ پھر تمہیں بہائم بننا پڑے گا۔ پھر تمہیں ان جانوروں جیسی حرکات کرنی پڑیں گی جن کو تم شوق سے پیسے خرچ کر کے دیکھتے ہو۔ دوسری بیوقوفی بھی بڑی ہے ان

فلموں میں زیادہ سے زیادہ جو چیزیں ملتی ہیں وہ وہی ہیں جو تمہاری گلی میں عام ہیں۔ کتوں کو دیکھ لو مویشیوں کو دیکھ لو۔ انسان بے حیائی میں اُن سے بڑھ نہیں سکا۔ کوئی ایسی چیز ایسی ایجاد نہیں کر سکا جو قدرت نے تمہارے لئے نمونے کے طور پر وہاں موجود نہیں۔ جو حقیقت میں وہ جو سالہا سال پہلے اس گفتگو کے دوران میں نے اس مضمون کو آگے بڑھایا تھا کہ مستقبل میں یہ ہوگا اور میں حیران ہوتا ہوں کہ بعینہٖ اسی طرح آج کی دنیا میں ہو چکا ہے۔ یعنی مغربی دنیا میں یہ باتیں اپنے کمال کو پہنچ چکی ہیں۔ بے حیائی کرتے کرتے جانوروں کی نقل اتارنا، جانوروں جیسے ہو جانا، اسی طرح کی اپنے لطیف مزاج کو ناقص کرتے کرتے جانوروں کی حد تک پہنچا دینا۔ یہ سب کچھ ہو گیا لیکن وہ لذت حاصل نہیں ہوتی جس کی پیروی کی جارہی ہو وہ پھر آگے بھاگ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان ایک ایسے خطرناک مقام پر پہنچتا ہے جس کے بعد ہر قسم کی بدیاں پھوٹتی ہیں۔ گھروں میں بچوں سے مظالم اور کئی قسم کی بے حیائیاں پھر Drug Addiction لیکن Excitement آگے آگے بھاگتی ہے اور چاہتی ہے اور چاہتی ہے اور قرآن نے جیسے جہنم کا نقشہ کھینچا ہے کہ وہ آخر یہی کہتی رہے گی۔ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ، هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ، هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ اور بھی کچھ ہے تو ڈال دو خدا اور بھی کچھ ہے تو ڈال دے، تو یہ نفس کی جہنم تو بھرنے والی نہیں ہے۔ اپنے معاشرے کو تباہ نہ کرو اور اپنے سکون اور طمانیت کو برباد نہ کرو، تمہارے گھر ٹوٹ جائیں گے، تمہارے گھروں سے سکون اُٹھ جائے گا۔ امیر ملکوں کے نخرے ہیں ان کی بے حیائیاں ان تک ہی رہنے دو۔ غریبوں میں جب یہ بے حیائیاں منتقل ہوں تو اس کے ساتھ اور بھی زیادہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جرائم بہت شدت کے ساتھ سر اٹھاتے ہیں۔ جرائم کا ان بے حیائیوں سے گہرا تعلق ہے یہاں بھی ہے وہاں بھی ہوگا لیکن غریب ملکوں میں امیر ملکوں کی عیاشیاں تو کسی صورت میں جیسے کہتے ہیں کہ پُگ نہیں سکتیں، یہ ان پر پورا نہیں اتر سکتی ہضم نہیں ہوں گی۔

پس اپنے معاشرے کی حفاظت کرو اور جماعت احمدیہ پاکستان اور ہندوستان اور اسی طرح یورپ کی جماعتوں میں بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ خیانت کا جو انسانی معاشرے سے تعلق ہے اس مضمون کو اس آیت میں مختصراً بیان فرما دیا ہے اور اس کا آخری انجام دکھا دیا ہے کہ یاد رکھو کہ کافروں کے لئے ہم نے لوطؑ کی بیوی اور نوحؑ کی بیوی کی مثال رکھی ہے۔ یہ تفصیل بیان نہیں فرمائی اس لئے

مومن کا کام نہیں کہ تفصیل میں جائے۔ یہ سوچنا میرے نزدیک مناسب نہیں انبیاء کی عزت اور احترام کے پیش نظر کہ ان کی بیویوں نے کیا خیانت کی ہوگی مگر ان کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے عقوبت کا سلوک فرمایا اس کے پیش نظر یہ سوچنا ہمارے لئے لازم ہے کہ عورت جس قسم کی بھی خیانتیں کر سکتی ہے، جہاں تک وہ خیانتیں کرسکتی ہے اس آیت کا مضمون ان سب باتوں پر حاوی ہوگا اور اگر انبیاء کی بیویوں کو کسی خیانت کے نتیجے میں ایسی سخت سزا دلوا سکتی ہے جیسا کہ بیان فرمایا گیا۔ تو جو بھی وہ خیانت تھی ہمیں اس سے غرض نہیں۔ عورتیں جو خیانت کرتی ہیں اس کے ساتھ ضرور کوئی تعلق ہے۔

پس عورتوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ اس میں نصیحت ہے کہ ہر اس خیانت سے باز آجائیں جو ان کے خاوندوں کے خلاف خیانت ہے یا ان کے دوسرے تعلق والوں کے خلاف خیانت ہے کیونکہ خدا کے نزدیک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ جس کی سزا دی جاتی ہے اور ان مردوں کو میری نصیحت ہے جو اپنی بے حیائیوں کے لئے اپنی بیویوں کو خائن بناتے ہیں تو وہ ان گناہوں میں ساتھ ملوث ہوں گے اور ان کو اس کی شدید ترین سزا دی جائے گی۔ انبیاء کی مثالیں اس لئے دی گئی کہ ان کا اس میں کوئی دخل نہیں تھا اور خالصۃً قصور ان عورتوں کا تھا لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں بنتا کہ اگر مردوں کا قصور ہو تو ان کو خدا چھوڑ دے گا۔ جو مرد خود اپنے ہاتھوں سے اپنے عمل اور سکون کی قبریں کھودتے ہیں، اپنے گھروں کو بے حیائیوں کے اڈے بناتے ہیں ان کے لئے اس میں نصیحت ہے، سبق ہے۔ ان کا سکون ان کی آگے نسلوں کا سکون اٹھ جائے گا اور پاکستان میں جو بے پردگی کی رو چل رہی ہے اس کا اس مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ اگر بے پردگی اس Behalf پر ہو کہ عورتیں کام پر جاتی ہیں اور معاشرے میں اس حد تک بے پردگی بے حیائی کا موجب نہیں تو اس قسم کے رہن سہن کو ہم ضروری نہیں کہ بے پردگی میں داخل کریں اسی لئے بعض ملکوں میں عورتوں کا رہن سہن اور ہے اور میں اس کو دیکھتا ہوں اور ان کی طرف سے سمجھتا ہوں کہ اس رہن سہن میں بے حیائی کا کوئی عنصر شامل نہیں اور میں ان کو نہیں پکڑتا تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نے آنکھیں بند کر لی ہیں ان باتوں سے ابھی اس لئے کہ کھلی چھٹی ہے جو چاہے کرے، ہرگز نہیں۔ جہاں مجھے نظر آتا ہے کہ خطرہ ہے وہاں میں ضرور ان کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں، کبھی فوری طور پر، کبھی ٹھہر کر، کبھی کسی دوسرے ذریعے سے، کبھی خطبات میں بیان کر کے لیکن بے پردگی کا ایک تعلق ضرور بے حیائی سے ہے اور جن معاشروں میں بے حیائی اصل محرک ہو اور

اصل وجہ بے پردگی کی نمائش یہ ہو کہ عورت اپنے آپ کو زیادہ خوبصورت بنا کر غیروں کو دکھائے اور ان سے تعلقات بنائے یا کم سے کم رمزے کنائے ہوں اور بے تکلف اپنی نمائش کر سکے اور اپنی جانب ان کو کھینچ سکے۔ وہاں وہ عورتیں بھی ہزار بہانے پیش کر سکتی ہیں۔ کہ ہم نے تو کالجوں میں جانا ہے، ہم نے تو فلاں جگہ جانا ہے، ہم نے فلاں کام کرنے ہیں اس لئے ہم اس قسم کے پردے نہیں کر سکیں گی جو آپ سمجھتے ہیں ہم مان ہی نہیں سکتیں کہ قرآن کریم عورت کو اس طرح جکڑ تا ہو۔ اب ان کا ظاہری عذر ہمیں قبول کرنا پڑے گا بظاہر اگر وہ اپنے اندر کچھ طاقت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اور بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت سے واقف ہے۔ جب آنکھوں میں خیانت پیدا ہوتی ہے اور اس خیانت سے بھی واقف ہیں جو دلوں میں پناہ لیتی ہے، دلوں کے ہزار پردوں میں چھپی ہوئی ہیں تو ایسے خاندانوں سے جو عذر رکھ کر خود اپنے مستقبل کو تباہ کرتے ہیں اور اپنی اولادوں کے امن اور سکون کو لوٹنے کے سامان کر رہے ہیں ان سے میں یہ کہتا ہوں کہ نہ میں تم سے کوئی بحث کر سکتا ہوں نہ جماعت کے وہ مخلص بندے جو تمہیں نصیحت کے رنگ میں اچھی باتیں کہتے ہیں اور تم سے بری باتیں سنتے ہیں وہ تم سے کوئی بحث کر سکتے ہیں لیکن خدا تم سے بحث کر سکتا ہے اور ایک بحث کرنے والا ایسا ہے جس نے تمہیں تم سے وعدہ کیا ہے کہ قیامت کے دن میں ضرور بحث کروں گا۔ میں ضرور حجت کروں گا، تم سے اور وہ محمد مصطفی ﷺ ہیں ان کی بحث کا مطلب یہ ہوگا کہ اس وقت تک تم اپنے نتائج کی بدی کو پا چکے ہوگے۔ تم پر روشن ہو چکی ہوگی بات کہ تم غلط تھے۔

پس پردے کا مضمون ہو یا کوئی اور مضمون ہو خیانت کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اگر آپ اپنے معاشرے کی اصلاح کی کوشش کریں گے تو اسی میں آپ کیلئے خیر، اسی میں آپ کے لئے برکت ہے۔ خدا کرے کہ جماعت کے خلاف حضرت محمد مصطفی ﷺ قیامت کے دن کوئی حجت نہ کریں اور جماعت کے عمل سے پوری طرح مطمئن اور راضی ہوں اور اس کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ راضی ہوں گے۔ خدا گواہ ہے کہ خدا اس سے ضرور راضی ہوگا۔